Regd No. L. 5256

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فی پرچہ ۱۰/

یوم سہ شنبہ — ۲ صفر ۱۳۷۵ھ

جلد ۴۴/۹ — ۲۰ تبوک ۱۳۳۴ھش — ۲۰ ستمبر ۱۹۵۵ء — نمبر ۲۲۲

— اخبار ربوہ —

ربوہ ۱۹ ستمبر - امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت بہتر ہے۔ گو ایک دن ملیریا کے اثر کے ماتحت بخار ہو گیا تھا - جو ۱۰۲ تک پہنچ گیا - اب آرام ہے۔ لیکن کمزوری باقی ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت گزشتہ دو دن پھر خراب رہی ہے۔ بخار بھی ہے اور کمزوری بہت ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین

لاہور ۱۹ ستمبر - مکرم محمد اسمٰعیل صاحب معتبر آڈیٹر تحریک جدید آجکل لاہور میں زیر علاج ہیں پچھلے دنوں آپ پر اعصابی تکلیف کا شدید حملہ ہوا تھا - تازہ اطلاع مظہر ہے کہ اب آپ کو قدرے افاقہ ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغربی ممالک میں تبلیغ اسلام کیلئے وقف کی تحریک

جماعت کو انتہائی جدوجہد کی تلقین، پہل کر کے آگے آنے والے نوجوانوں کیلئے برکت کی دعا

ڈاکٹر کرنل شاہ کی طرف سے حضور کی صحت کے متعلق پوری تسلی کا اظہار - بفضلہ بیماری کا کوئی اثر باقی نہیں فالحمد للہ

ربوہ ۱۹ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق امیر مقامی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے نام کراچی سے ناظر اعلیٰ مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر کی حسب ذیل تاریں موصول ہوئی ہیں۔

(۱) کراچی ۱۶ ستمبر ساڑھے پانچ بجے شام۔ ڈاکٹر کرنل شاہ صاحب نے آج صبح حضرت صاحب کا معائنہ کیا۔ اور حضور کی صحت کے متعلق پوری طرح تسلی کا اظہار کیا۔ اور رائے دی کہ اب خدا کے فضل سے بیماری کا کوئی اثر باقی نہیں۔ فالحمد للہ۔ حضور نے آج جمعہ پڑھایا۔ اور قریباً چالیس منٹ تک خطبہ دیا۔ حضور نے مغربی ممالک میں تبلیغ کے لئے وقف کی تحریک فرمائی۔ اور جماعت کو اس سلسلے میں انتہائی جدوجہد کی تلقین کی۔ اور ان نوجوانوں کے لئے برکت کی دعا کی۔ جو اس خدمت کے لئے پہل کر کے آگے آئیں۔"

(۲) کراچی ۱۷ ستمبر ساڑھے چار بجے شام۔ "خدا کے فضل سے حضرت امیر المومنین کی صحت اچھی ہے۔ حضور نے ظہر اور عصر کی نماز بھی پڑھائیں۔ اور کافی وقت تک مجلس میں تشریف فرما رہے"۔

ربوہ کی نئی بستی اور اس کی آبادی میں روز افزوں اضافہ پر اخبار "ڈیلی ٹرنس" کا نوٹ

اخبار "ڈیلی ٹرنس" لائل پور نے اپنی ۱۴ ستمبر ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں "یہ ربوہ ہے" کے زیر عنوان ایک دو کالمی نوٹ شائع کیا ہے۔ جو درج ذیل کیا جاتا ہے۔

ربوہ ضلع جھنگ میں لائل پور سے سرگودھا جانے والی ریلوے لائن پر ایک اہم قصبہ ہے۔ یہ قصبہ احمدی فرقہ کا صدر مقام ہے۔ چنانچہ تقسیم ملک کے بعد احمدی فرقہ کے تمام دفاتر قادیان سے ربوہ میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ جبکہ اس فرقہ کے لیڈر خلیفۃ المسیح موعود بھی یہیں پر اقامت پذیر ہیں۔ یہ قصبہ دریائے چناب کے عین قریب پہاڑیوں کے دامن میں آباد ہے۔ اس وقت اس قصبہ کی آبادی دس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ مگر آبادی میں روز افزوں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور توقع ہے کہ اگر اس قصبہ کی آبادی بدستور اسی طرح بدستور بڑھتی رہی۔ تو یہ قصبہ نہایت وسعت اختیار کر جائے گا۔

ہر سال ماہ دسمبر کے اواخر میں یہاں احمدی طبقہ کا ایک شاندار اجتماع ہوتا ہے، جس میں پاکستان کے تمام صوبوں کے علاوہ بیرونی ممالک سے ہزاروں کی تعداد میں احمدی شامل ہوتے ہیں۔ اور اتحاد و یگانگت کا ثبوت دیتے ہیں۔ (باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۵۵ء

اصول پرستی

روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۱ ستمبر ۱۹۵۵ء میں جناب بشیر احمد رسالہ روڈ حیدر آباد (سندھ) کا ایک مکتوب شائع ہوا۔ جس میں صاحب مکتوب لکھتے ہیں:۔

"جب کوئی بلند کردار اور دور اندیش رہنما قوم کی رہنمائی کرنے اٹھتا ہے۔ اسے مخالفوں اور تنقید وں کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔ امام وقت حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ہوں۔ یا اسمٰعیل شہید جیسے مجاہدین۔ ان حضرات کو اپنے ہی لوگوں نے کافر مشہور کیا ہے۔ اسی طرح ان سے پہلے بھی بہت سے بزرگوں کو جبہ اور دستار والوں نے بے دینی کے فتووں سے نوازا ہے۔ جامد اور تنگ نظر ذہنیت رکھنے والوں نے تجدید اصلاح کی ہر کوشش کو ناکام بنانے میں ہر اوچھے سے اوچھا ہتھیار استعمال کیا ہے۔ ذرا سے غور و فکر کرنے پر اور مخالفت کرنے والوں کے کردار اور سرگرمیوں کا سرسری جائزہ لینے پر ہر شخص آسانی سے کردار کے فرق کو واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔ جہاں بلند کردار علماء نے جابر اور ظالم حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا ہے۔ اور انہوں نے حکمرانوں کے سامنے زبردست آ...لط کے خلاف اپنی اصلاحی تحریکیں انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طریقے پر چلائی ہیں۔ وہاں ان عالم کہلانے والی کثیر تعداد نے جو ہمیشہ مفت کی روٹیوں پر گذر اوقات کرنے والی تھی۔ اور ان میں زیادہ تر ظالم حکمرانوں کے تنخواہ دار ملازم تھے۔ ان بلند کردار علماء کی اپنے آقاؤں کے اشارے پر زبردست مخالفت کی ہے۔ اپنے مفاد کی خاطر بھی اور ظالم حکمرانوں کی خوشنودی کی خاطر بھی۔ ہر دور میں ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ مذہب اور سیاست کی ناپاک تفریق نے اہل مذہب کے چالاک اور خود غرض عناصر کو عیسائی مذہب کے پوپ بننے کا موقع فراہم کر دیا۔ اور سیاست پر بدترین خصائل کے انسانوں نے قبضہ جما لیا۔ یہ ملی بھگت شعوری اور غیر شعوری طور پر آج تک موجود ہے۔ علماء کے گروہ میں ان دنیا پرست مولویوں کی تعداد ہمیشہ زیادہ رہی۔ اور وہ لوگ جن کو دینی تعلیم اور اسلامی تاریخ سے پوری طرح واقفیت نہ تھی۔ وہ علماء اور ان کے پیشگروہ اسلام ہی سے نفرت کرنے لگے کیونکہ ان مولویوں نے ایسے ایسے کارنامے انجام دیئے ہیں۔ کہ نہیں تو بہ ہی بھلی۔ جس قدر فرقہ بندیاں آج نظر آ رہی ہیں۔ وہ ان کی کرمفرمائیوں کا نتیجہ ہیں۔ مسلمان کو سچا اور مخلص مسلمان بنانے کے بجائے ان پر کفر کا فتویٰ چسپاں کرنا ان کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ ہر دور اندیش مفکر اور رہنما کی انہوں نے مذہب کی آڑ میں مخالفت کی ہے۔ سرسید احمد خاں۔ علامہ اقبال۔ اور محمد علی جناح وغیرہ کو انہوں نے کافر کے فتووں سے نوازا ہے۔ ان قدامت پرستوں اور تنگ نظر مولویوں کے نزدیک دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کچھ بھی اہمیت نہیں رکھتے۔ یہ لکیر کے فقیر چند محدود فقہی مسائل پر اکتفاء کئے بیٹھے ہیں۔ اور دنیا کہیں سے کہیں پہنچ چکی ہے۔ ان مولویوں کے درمیان خود کافر سازی کی مہم ایک دوسرے کے خلاف چلتی رہتی ہے۔ مگر جب کوئی بلند نظر اور با اصول عالم زمانہ کے حالات کے مطابق اسلام کو تمام فرقہ بندیوں اور فقہی موشگافیوں سے بالاتر کر کے ایک اصولی دعوت کی شکل میں ایک بہترین زبان میں پیش کرتا ہے۔ تو یہ تمام ایک دوسرے کو کافر کہنے والے مولوی اس بلند کردار رہنما کے خلاف متحد ہو جاتے ہیں۔ ان کو تو بس عیش و آرام کی روٹی چاہیئے۔ اور اس کے وہ برسوں سے عادی ہو چکے ہیں۔ باطل کے سامنے ہر محاذ پر لڑنا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ آج بھی جبکہ تمام مغرب پرست طبقہ اپنے ہر محاذ پر ایک جوابی تحریک (پوری ٹھوس بنیادوں اور عقلی دلائل سے آراستہ) دیکھ کر پیچھے ہٹ رہا ہے۔ اور اس کے اچھے اچھے سورما شکست کھا کر اسلامی کیمپ میں آ رہے ہیں۔ یہ مولوی حضرات وقت کے اہم تقاضے اور اسلام کی ایک ٹھوس تحریک کو نقصان پہنچانے پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ مولوی کاش اپنی قدامت پرستی کا جائزہ لے کر دیکھتا۔ کہ اس نے ملت اسلامیہ کو کس قدر تفرقہ اور پستی میں مبتلا کر رکھا ہے۔ کاش وہ خاموش طریقہ پر اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لیتا۔ مگر ایک غلط کام کرنے اور اپنی محدود مذہبی فرقہ بندیوں کی بدولت ان کے اندر جو ضد اور تعصب پیدا ہو چکا ہے۔ وہ شاید کسی مفید مشورے کو قبول نہ کرنے دے۔ بہرحال سنجیدہ علماء پر بہت ہی اہم ذمہ داری عاید ہوتی ہے ان کے وقار اور علم کو مولوی بدنام کرنے پر تلا ہوا ہے۔ وہ مسلمانوں کی خواری اور ذلت و پستی پر ذرا بھی درد محسوس نہیں کرتا ہے۔ یہ علماء کرام بلند نظر اور بلند کردار علماء کا ہی فرض ہے۔ کہ وہ اسلام کو سربلند کرنے کے لئے میدان میں متحد ہو کر اتریں۔ وقت نازک ہے۔ مگر علماء کا اتحاد اور ان کی کوشش اور قربانی انشاء اللہ حالات کو بدل دیں گی۔ اللہ علماء کو توفیق دے۔ کہ وہ متحد ہو کر اسلام کے لئے کام کریں۔"

(بشیر احمد رسالہ روڈ حیدر آباد سندھ)

صاحب مکتوب نے جو کچھ اہل علم حضرات کے متعلق فرمایا ہے۔ لفظ بلفظ صحیح ہے۔ مگر آپ نے واضح نہیں کیا۔ کہ اس زمانہ میں وہ کون بلند نظر اور با اصول عالم ہے۔ جس نے اسلام کو تمام فرقہ بندیوں اور فقہی موشگافیوں سے بالاتر کر کے ایک اصولی دعوت کی شکل میں پیش کیا ہے۔ اور آج مغرب پرست طبقہ کو شکست دینے والی وہ کونسی تحریک ہے۔ جو پوری ٹھوس بنیادوں اور عقلی دلائل سے آراستہ ہے۔

اگر جیسا کہ بین السطور پڑھا جا سکتا ہے۔ صاحب مکتوب کی بلند نظر اور با اصول عالم سے مراد مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی ہیں۔ اور تحریک سے مراد جماعت اسلامی ہے۔ تو یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ جہاں تک دوسروں پر کفر کا فتویٰ لگانے اور حکومت کے ذریعہ کسی تحریک اسلامی کو دبانے کا تعلق ہے۔ جماعت احمدیہ کی صورت میں مودودی صاحب نے ہر بات میں ان اہل علم حضرات کا پورا پورا ساتھ دیا ہے۔ جن کی صفات صاحب مکتوب نے اپنے مکتوب میں بیان فرمائی ہیں۔

مودودی صاحب نے اسلامی قانون کے نام پر ایک جماعت ضرور بنائی ہے۔ لیکن اس کی بنیاد اسلام کے بنیادی اصولوں پر ہرگز نہیں ہے۔ وہ محض دوسری مغربی تحریکوں کی طرح ایک مادی تحریک ہے۔ جو اس چیز کو جس کو وہ شریعت اسلام کا نام دیتے ہیں۔ بزور شمشیر اور حکومت کے بل سے نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ صحیح اسلامی تحریک کی بنیاد صرف اخلاقی اور روحانی قوت پر ہوتی ہے۔ اور مادی قوت پر نہیں ہوتی۔ انبیاءؑ کا طریق کار ہمیشہ اس سے مختلف چلا آیا ہے۔ جو مودودی صاحب نے اختیار کیا ہے۔ اس لئے جہاں تک صحیح اسلام کے احیاء و تجدید کا تعلق ہے۔ ان کی تحریک کی ناکامی لازمی ہے۔ بعینہٖ ان تحریکوں کی طرح جو بالجبر ٹھونسی جاتی ہیں۔

دنیا میں آج تک کوئی مادی سے مادی تحریک بھی اس طرح پائیدار طور پر کامیاب نہیں ہو سکی۔ اگرچہ عارضی طور پر وہ کتنی ہی کامیاب نظر کیوں نہ آتی ہو۔ کسی ملک میں نظریاتی تحریکیں اسی وقت پائیدار طور پر کامیاب ہو سکتی ہیں۔ جب اس ملک کی اکثریت کا دل سے اس پر ایمان ہو۔ اور ایک خالص روحانی تحریک تو ر...ں اور دلوں میں کلی انقلاب چاہتی ہیں۔

مادی تحریکوں میں چونکہ وہ فوائد جو ایسی تحریک پیش کرتی ہے۔ ظاہری حواس سے محسوس کئے جا سکتے ہیں۔ اس لئے عوام اسے بعض حالات میں فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ جیسا کہ مثلاً اشتراکی تحریک ہے۔ یہ تحریک شکم کو اپیل کرتی ہے۔ جو نہایت ہی قوی ظاہرا محرک ہے۔ اس لئے لوگ جلد اس کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ مگر ایک روحانی تحریک جیسا کہ اسلام ہے۔ جس کی بنیاد ظاہری حواس پر نہیں بلکہ روحانی اور مابعد طبیعاتی حقائق پر ہے۔ اسی وقت دلوں میں جاگزیں ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ جو اس تحریک کا حقیقی مبداء و منبع ہے۔ اپنے نشانات سے دلوں کو متاثر کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ جس کو قرآن کریم اور اسوہ رسول اللہؐ میں اچھی طرح واضح کیا گیا ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ آج اہل علم حضرات مودودی صاحب کے خلاف کیوں ہیں۔ تو یہ بھی اگرچہ اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔ لیکن اس کی ظاہری وجہ مودودی صاحب کی وہ پالیسی ہے۔ جو انہوں نے شروع سے اختیار کر رکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ بجائے اپنی تحریک سے عوام کو متاثر کرنے کے ہر اس عوامی شورش سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو خواہ کتنی ہی اسلامی ذہنیت کے متخالف بلکہ متضاد ہی کیوں نہ ہو۔ جس کو وہ بخیال خود اپنا کر اقتدار کی گدی سے قریب ہونا چاہتے ہیں۔

یہی کچی اور کھوکھلی پالیسی ہے۔ جس نے انہیں فسادات پنجاب میں سے اپنے پسند کردہ اہل علم حضرات کی نظروں میں ہلکا کر کے نکالا ہے۔ اور بقول روزنامہ "نوائے وقت" آپ ایسے ڈھل مل یقین والے لیڈر ہیں۔ کہ کسی دن قوم کا نعوذ باللہ بیڑا ہی غرق کر کے رکھ دیں۔ تو تعجب نہیں۔ اس لئے آج جو اہل علم حضرات کی طرف سے مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی مخالفت ہو رہی ہے۔ وہ اس اصول کے مطابق نہیں ہے۔ جس کا ذکر صاحب موصوف نے اپنے مکتوب میں اس فصاحت و بلاغت اور دردِ دل سے فرمایا ہے۔ بلکہ یہ کئی طرح سے اللہ تعالیٰ کا ایک بین نشان ہے۔ جس کو وہ لوگ دیکھ سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دیکھنے کی آنکھیں عطا کی ہیں۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

اصلاحِ اخلاق کیلئے منظم جدوجہد کی ضرورت

حضور ایدہ اللہ کے ورودِ مسعود کی مبارک تقریب پر اعمال صالحہ کے قیام کے لئے جماعتی عہد کی تجدید کی جائے

از مکرم حافظ عبدالسلام صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید

الفضل کی ایک گذشتہ اشاعت میں مکرمی میاں عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال کی طرف سے یہ تحریک شائع ہوئی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سفر یورپ سے مراجعت کے بعد ربوہ میں حضور کے ورودِ مسعود کے موقعہ پر اعمال صالحہ کے قیام کے لئے جماعتی عہد کی تجدید کی جائے۔ اصلاحِ اخلاق کے لئے منظم جدوجہد کی ضرورت شدت سے ایک عرصہ سے محسوس کی جاتی رہی ہے۔ اس تحریک کی نہایت پر زور طریق پر تائید اشد ضروری ہے۔ کسی حد تک جماعت کی توجہ اس طرف ہے۔ اور ہونی چاہیئے۔ لیکن خاکسار کا ایک لمبا تجربہ بتاتا ہے۔ کہ جتنی زیادہ ضرورت اس پر زور دینے کی تھی۔ اتنا زور نہیں دیا گیا الاماشاء اللہ۔ خاکسار بعض مقامی جماعتوں میں کارکن کی حیثیت سے کام کرتا رہا ہے۔ اس وقت بھی خاکسار اسے محسوس کرتا تھا۔ اور مرکز کو وقتاً فوقتاً توجہ دلاتا تھا۔ چونکہ اس طرف کما حقہٗ توجہ نہیں دی گئی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہمیں اس کے لئے کوئی موثر قدم اٹھانا چاہیئے۔ اگر جماعتیں اس عہد کی تجدید کریں۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منشاء مبارک ہے۔ اور جس کی طرف محترمی میاں عبدالحق صاحب رامہ نے توجہ دلائی ہے۔ اور پھر ان تجاویز پر عمل کریں۔ اور مرکز کی طرف سے اس کام کی باقاعدہ نگرانی کی جائے۔ تو جماعت کے افراد میں خاطر خواہ تبدیلی کی امید کی جا سکتی ہے۔

انبیاء اور مامورین ایسے زمانہ میں آتے ہیں، جب فسق و فجور انتہا کو پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنی خاص تائید کے ساتھ دنیا کی اصلاح کے لئے مامور کرتا ہے۔ وہ انسان اور خدا تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے انسان خدا کو پاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض بھی یہی اور صرف یہی تھی۔ اور حضور اپنے تمام زمانہ بعثت میں اسی کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلاتے رہے ہیں۔ حضور کے وصال کے بعد حضور کے خلفاء نے اپنا نصب العین یہی رکھا ہے۔ چند حوالہ جات جو مذکورہ بالا مضمون میں دیئے گئے ہیں۔ اسی بات پر کافی سے زیادہ روشنی ڈالتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیشہ جس درد کے ساتھ اس بات کو جماعت کے سامنے رکھا ہے، اس سے سب دوست واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ اس کام کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ ان کا فرض یہی ہوتا ہے، کہ وہ جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف ہر ممکن طریق سے توجہ دلائیں۔ آگے جماعت کا اپنا کام ہے۔ کہ اپنی ذمہ داریوں کو اٹھائے اور اپنے مفوضہ فرائض کی سر انجام دہی میں مصروف ہو جائے۔

خدا تعالیٰ نے مامورین کے ساتھ ابتداء میں صرف وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جنہوں نے اس صداقت کو خود اپنی کوشش سے حاصل کیا ہوتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کی قدر سمجھتے ہیں۔ اور اپنی تمام تر کوشش کے ساتھ اس کی حفاظت کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ لیکن جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ وہ بھی شامل ہوتے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اس ایمان کو اپنے ورثہ میں پایا ہوتا ہے۔ اور مرورِ زمانہ کے ساتھ مؤخر الذکر لوگوں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ اس امتزاج کا نتیجہ قدرتی طور پر یہ ہوتا ہے۔ کہ من حیث الجماعت لوگ ایمان کے اس مقام پر نہیں رہتے۔ جو ابتداء میں آنے والے لوگوں کا ہوتا ہے۔ یہ ایک قدرتی عمل ہے۔ دوسری طرف خدا تعالیٰ کے مامورین کے ساتھ ترقیات کے وعدے ہوتے ہیں۔ اور وہ انہی لوگوں کے ذریعہ سے پورے ہونے ہوتے ہیں۔ اس لئے اس امتزاج کے نتیجہ میں جو اختلاط پیدا ہوتا ہے۔ اگر اسے روکا نہ جائے۔ تو ترقیات کے وعدے ایک حد تک التواء میں پڑ جاتے ہیں۔

کون احمدی ہے جو اپنی ترقی کو التواء میں ڈالنا چاہتا ہے۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کو جلد سے جلد اور اپنی آنکھوں کے سامنے پورے ہوتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو ہمارے لئے لازمی ہے۔ کہ ہم ان کمزوریوں کو دور کرنے کی طرف فوری اور موثر اقدام کریں۔ جو قدرتی وجوہ کی بناء پر پیدا ہوتی ہیں۔

خدا تعالیٰ کے مامورین کا پہلا کام اپنی صداقت کو لوگوں تک پہنچانا ہوتا ہے۔ جسے خدا تعالیٰ کی طرف سے لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور یہ کام وہ خود اور اپنے اولاد کے ذریعہ جو ابتداء میں ان کے ساتھ ہوتے ہیں سرانجام دیتے ہیں۔ اس طریق پر وہ راستباز وں کی ایک جماعت کھڑی کر دیتے ہیں۔

ابتداء میں چونکہ جماعت کی تعداد تھوڑی ہوتی ہے، وہ براہِ راست اپنے زمانے کے مامور سے فیض حاصل کر سکتے ہیں۔ نیز کثرت سے نشان دیکھنے کے باعث ان کے اعمال خود بخود درست ہوتے رہتے ہیں۔

بعد میں آنے والوں کی کثرت کی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہوتا۔ کہ ہر شخص براہِ راست خلیفۂ وقت سے فیض حاصل کر سکے۔ ایسے وقتوں میں جماعت کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ نئے آنے والوں کی تربیت کا انتظام کرے۔ اگر محض تبلیغ کی طرف ہی توجہ کریں۔ تو وہ لوگوں کو اس مقام کے اندر لے آتے ہیں۔ جہاں سے آگے ترقی کر کے وہ اپنے معبودِ حقیقی کو پا لیں۔ اگر انہیں اسی مقام پر لا کر کھڑا کر دیا جائے۔ تو اس کے معنی صرف یہی ہوں گے۔ ہم نے گویا کسی کو ریل کا ٹکٹ دے دیا اور گاڑی میں بیٹھنے کا انتظام نہ کیا (باقی صفحہ ۶)

الترحیب

بورودِ امیر المومنین ایدہ اللہ بعد سفرہ الی بلاد اوربا

از محترم ظفر محمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ

أهلاً وسهلاً مرحباً بورودِكم
الأرضُ مُشرقةٌ بنورِ سعودِكم

إمامنا وأميرنا وحبيبنا
إنّا وَجَدْنا رُوحنا بوجودِكم

غابَ السُّرورُ عنِ القلوبِ ببُعدِكم
واليومَ آب سكونها بشهودِكم

قرّتْ عيونُ المسلمين بلحظها
أن قد نزلتُم فيهم بوفودكم

فالحمد لله الحافظ عبدَه
إذ قد وقاكم شرّ كلّ حسودكم

والشكر لله المبرّئ جسمَكم
من كلّ داءٍ مانعٍ لجهودِكم

يا أهل أوربا جاء وقت حسابكم
فستؤخذنّ بما لكم وجنودكم

يا أهل أوربا أسلموا كي تسلموا
إنّ العذاب موكّل بصدودكم

فلقد شبعتم من موائد كلها
فالآن ساعة انتكاس جدودكم

فتعالوا في حصن الأمان تسلموا
إنّ المهيمن غائظ لجحودكم

ما من مُنجٍ بعد أحمد في الدُّنى
هل تؤمنون بعبده موعودكم

إنّ السلامة كلها في ديننا
وابغوا السلامة من يدي محمودكم

يا آل أحمد فاشكروا نعمائه
بقيامكم وركوعكم وسجودكم

هذي القصيدة صُغتُ إهداءً لكم
إن تقبلوا فقبولها من جودكم

تعمیر ربوہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان کارنامہ

زندہ خدا کا زندہ نشان

محمد احمد شاہد

(۱)

تقسیم پنجاب کے پر آشوب زمانہ میں جماعت احمدیہ کو بھی اپنے مرکز قادیان سے ہجرت کرنا پڑی۔ اور بظاہر اس طرح اس کی جمعیت کا شیرازہ بالکل منتشر ہو گیا۔ اور جماعت کے افراد پاکستان کے مختلف حصوں میں پھیل گئے۔ اور ظاہر بین نظروں نے خیال کیا کہ اب یہ جماعت دوبارہ کبھی اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ لیکن دراصل اس ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کو اپنے مرکز کو داغ ہجرت دینا ہوگا۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کی طرح بے آب و گیاہ وادیوں میں بسنا ہوگا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ الودود کے عہد سعادت میں یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور پھر آپ کے ذریعہ سے ہی جماعت کو دوبارہ اس بات کی توفیق ملی کہ وہ آپ کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی دوبارہ ایک جگہ پر اکٹھی ہو تاکہ وہ اپنے اس مشن کو سرانجام دے سکے۔ جس کے لئے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے۔ یعنی اکناف عالم تک اسلام کے نام کو پھیلائے۔

(۲)

قادیان سے ہجرت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے سب سے پہلے جس چیز کی طرف توجہ دی۔ وہ جماعت کی از سر نو تنظیم کا کام تھا۔ اور اسکو ایک ایسی جگہ پر جمع کرنا تھا جہاں کہ وہ منظم طور پر اشاعت اسلام کا کام کر سکے۔ اور جہاں ایک مثالی سوسائٹی بن سکے۔ جو اسلام کی تعلیم کا کامل نمونہ ہو چنانچہ یہی وجہ تھی کہ آپ بڑے بڑے شہروں سے دور اور علیحدہ جگہ کی تلاش میں تھے جہاں کہ جماعت منظم طور پر کام کر سکے۔ چنانچہ حضور اقدس نے ۱۹۴۸ء کی مجلس مشاورت میں نمائندگان شوریٰ کے سامنے اپنی اس خواہش کا اظہار کرتے ہوئے اور اس زمانہ میں جماعت کی پراگندگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا۔

"ہماری جماعت ایک تنظیمی جماعت ہے۔ ہم تنظیم کے ساتھ زندہ رہ سکتے ہیں تنظیم کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے لیکن اب چھ ماہ گزر چکے ہیں کہ ہماری تنظیم کا شیرازہ بکھر چکا ہے ہماری مثال بالکل اس شخص کی طرح ہے جو انیس سو سال پہلے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شمع ہدایت لے کر آیا تھا اس نے بنی نوع انسان کی ہمدردی میں دن رات ایک کر دیا لیکن دنیا نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا کہ اسے کہنا پڑا کہ جنگل کے درندوں کے لئے بھٹ اور پرندوں کے لئے گھونسلے ہیں لیکن ابن آدم کے لئے سر چھپانے کی جگہ نہیں۔ ہم نے بہت کوشش کی کہ جب تک ہمیں قادیان نہیں ملتا۔ ہمیں مرکز کے لئے جگہ مل جائے لیکن اب تک نہیں مل سکی۔ چنانچہ ہم کوشش کر رہے ہیں۔"

(الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۴۸ء)

لیکن خدا تعالیٰ کے اس موعود نے جس کو خود خدا تعالیٰ کی وحی میں "اولوالعزم" کا خطاب دیا گیا ہے۔ ان نامساعد حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے اس بات کا پختہ عہد کر لیا کہ وہ خود جماعت کو دوبارہ ایک مرکز میں اکٹھا کرے گا۔ چنانچہ آپ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"ہمیشہ اسباب کو مدنظر رکھو کہ تم نے بے مرکز کبھی نہیں ہونا۔ کیونکہ اسلام کا غلبہ اور احمدیت کی ترقی مرکزیت کے ساتھ وابستہ ہے"

(۱۵ اپریل ۱۹۴۹ء)

> ایک شکاری نے آسمانی پرندوں کے جھنڈ پر فائر کیا اور چاہا کہ ان کو منتشر کر دے لیکن تھوڑے سے انتشار اور پراگندگی کے بعد وہ پرندے پھر ایک آواز پر جمع ہو گئے ــــ جماعت احمدیہ کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں پرندہ ہی قرار دیا گیا ہے اور وہ اپنے اندر ایک اجتماعی روح رکھتی ہے ــــ شکاری نے خیال کیا تھا کہ اس کا فائر اس کو ہمیشہ کے لئے منتشر کر دیگا لیکن وہ مرغابیوں کی طرح اٹھی تھوڑی دیر کیلئے ادھر ادھر اڑی۔ مگر پھر جمع ہوئی اور ربوہ میں آکر بیٹھ گئی۔ (مصلح موعود)

اسی طرح آپ نے نہایت پرزور الفاظ میں دنیا کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا۔

"دنیا اگر کسی مقام پر بھی ہمیں بیٹھنے نہ دے اور دھکے دیتی چلی جائے حتیٰ کہ فٹ بال کی طرح ہمیں لڑھکاتی رہے تب بھی ہم دنیا میں کوئی نہ کوئی ایسی جگہ بنا لیں گے جہاں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کر سکیں"

(۱۴ ستمبر ۱۹۴۸ء)

آپ کا یہی عزم اور ارادہ تھا آپ نے بالآخر جماعت کے مرکز کے لئے اس جگہ کا انتخاب کیا جہاں آجکل ربوہ آباد ہے۔ اور دراصل یہ انتخاب بھی اس رؤیا کی روشنی میں کیا گیا۔ جو آپ نے ۱۹۴۲ء میں دیکھی تھی۔ اور جس میں اس بات کا ذکر تھا کہ آپ قادیان سے نکلے ہیں اور ایک پہاڑی علاقہ میں پناہ گزین ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسی خیال کی بنا پر پہاڑیوں سے گھری ہوئی بے آب و گیاہ زمین کا دس سو چونتیس ایکڑ پر مشتمل رقبہ گورنمنٹ سے خرید لیا گیا۔ اور ابتدائی معاملات کے طے ہو جانے کے بعد ۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء کو حضرت مصلح موعود نے باقاعدہ طور پر اس جگہ کا افتتاح کیا۔ اور اس موقع پر آپ نے ان دعاؤں کو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھتے وقت مانگی تھیں۔ ان کی بار بار تلاوت کے بعد اس نئے مرکز کا مقصد بیان کیا اور اس سرزمین کے چاروں کونوں اور بیچ وسط میں پانچ بکرے ذبح کئے۔ تاکہ تصویری زبان میں اس بات کا اقرار کیا جائے کہ ہم بھی اسلام کی عظمت و بلندی کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"آج ہم حضرت ابراہیم کی طرح اس وادی بے آب و گیاہ میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کے لئے ایک ایسی بستی کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ جو کہ مکہ معظمہ کی طرح تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محمد رسول اللہ صلعم کی بادشاہت قائم کرنے کا موجب ہوگی۔ یہ درست ہے کہ مکہ معظمہ مکہ معظمہ ہی ہے اور حضرت ابراہیم ابراہیم ہی ہیں۔ مگر بہرحال ہر وہ شخص کہ جو یہ سمجھ کر کہ مجھے یہ درجہ حاصل نہیں اللہ تعالیٰ کے دروازے سے بھیک مانگنے سے گریز کرے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت جس وقت جوش میں ہو اور وہ اپنے بندوں کو اپنے فضلوں سے نوازنا چاہے۔ تو انسان کا کام ہے کہ وہ اپنا برتن بھی آگے کر دے"

اس افتتاح کے بعد ربوہ کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ آغاز میں اس بستی کی داغ بیل ڈالنے کے لئے ہی لاکھوں روپیہ کی ضرورت تھی تاکہ ابتدائی مراحل کے بعد تعمیر کا کام شروع ہو۔ پھر ایک خطیر رقم کے علاوہ بیسیوں ایسی ضروریات تھیں کہ جو ایک شہر کے بسانے کے لئے درکار ہوتی ہیں۔ اور جو کہ آسانی سے اور نہایت جلدی سے سرانجام نہیں دی جا سکتیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ربوہ کی بے آب و گیاہ زمین میں پانی کا حصول کا مرحلہ تھا۔ جس کے بغیر اس شہر کی تعمیر کا کام بالکل نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل اور حضور کے عزم کی بدولت آہستہ آہستہ ان تمام مشکلات پر قابو پا لیا گیا چنانچہ جب آپ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی طرح اس غیر ذی زرع وادی میں ان مشکلات کے کافور ہونے کے لئے دعائیں مانگ رہے تھے

تو خدا تعالیٰ نے آپ کو الہام کیا ہے
جاتے ہوئے حضور کی تقدیر نے جناب
پاؤں کے نیچے سے میرے پانی بہا دیا
یعنی جیسے حضرت اسماعیل کے ایڑیوں کے رگڑنے کی وجہ سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا تھا۔ آپ کے اس زمین پر وارد ہونے کی وجہ سے پانی دستیاب ہو جائے گا۔ چنانچہ یہی وہ وادی کہ جہاں صدیوں سے پانی نہیں نکالا جا سکا تھا۔ وہاں خدا تعالیٰ نے ایسی برکت بخشی کہ ہر گھر میں پانی کے چشمے ابل پڑے۔ اور اس طرح ربوہ کی تعمیر کا بنیادی مرحلہ خود خدا تعالیٰ نے حل کر دیا۔ اور اس کے بعد ربوہ میں دفاتر اور رہائش کی جگہوں کی عارضی تعمیر پر لاکھوں روپیہ خرچ ہوا اور ان سب اخراجات کا خدا تعالیٰ نے غیب سے انتظام فرمایا۔ اور چند ہی ماہ میں اس شور زدہ زمین میں ایک جاذب نظر بستی اٹھتی نظر آنے لگی۔

(۵)

ربوہ کی عارضی تعمیر کے بعد جلدی مستقل تعمیر کا کام شروع ہوا۔ اور ۱۹ ستمبر ۱۹۴۹ء کو حضرت امیر المومنین بھی مستقل طور پر لاہور سے ربوہ تشریف لے آئے۔ اور پھر اس کے بعد سب سے پہلے ۱۹ ستمبر ۱۹۴۹ء کو ربوہ میں مسجد مبارک کا سنگ بنیاد ابراہیمی اور اسمٰعیلی دعاؤں کے ساتھ رکھا گیا۔ تاکہ اس غیر ذی زرع وادی سے تکبیر کی صدائیں بلند ہوں۔ چنانچہ اس موقعہ پر ایک لمبی دعا کے بعد آپ نے فرمایا:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام تھا کہ آپ کے ہم اور غم نے اسماعیل کا درخت اگایا۔ اس میں یہ پیشگوئی تھی کہ ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا ان کی روح کے لئے نہایت ہی تکلیف دہ ہوگا۔ ایسی تکلیف دہ کہ آپ کی روح تڑپ تڑپ کر اور زاری کر کر کے خدا تعالیٰ کے حضور جھکے گی۔ اور اسکے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اسماعیلی درخت لگائے گا۔ اسمٰعیل کا درخت کیا ہے۔ اسمٰعیل کا درخت خانہ کعبہ ہے۔ اس الہام میں یہ پیشگوئی تھی کہ ایک زمانہ میں احمدیوں کو قادیان سے ایک حد تک ہاتھ دھونا پڑیگا اور ان کے ہاتھ دھونے کے بعد اللہ تعالیٰ ایک نئے مقدس مقام کی بنیاد رکھیگا

ہم سمجھتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے اسی مقام کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔"

(الفضل ۸ اکتوبر ۱۹۴۹ء)

غرض ربوہ کے اس مقدس مقام کی بنیاد خانۂ خدا کے سنگ بنیاد کے ذریعہ سے مستقل طور پر رکھ دی گئی۔ اور پھر اسکے بعد جماعت کے دفاتر قصر خلافت، اور دیگر اداروں اور رہائش گاہوں کی مستقل بنیادوں اور تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس بستی نے ایک عمدہ شہر کی حیثیت اختیار کر لی۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ گذرنے اور دیکھنے والوں کے لئے ایک جاذب نظر بستی ہے۔ یہاں پر ایک عالیشان مسجد کے علاوہ صدر انجمن اور تحریک جدید کے دفاتر اور دیگر مرکزی اداروں کے دفاتر ہیں اور پھر تعلیمی لحاظ سے یہ ایک نہایت ممتاز بستی ہے۔ جہاں پر دو ہائی سکول اور دو ڈگری کالج اور دو دینی درسگاہیں ہیں۔ اور اس طرح یہ بستی روز بروز ترقی کے راستہ پر گامزن ہے۔ اور وہی جگہ جو اب سے آٹھ سال قبل صرف کلر کا غازہ اپنے اوپر رکھتی تھی۔ اور جہاں پر ہوا کے بگولے اڑتے تھے۔ اب وہ سبزہ زار بن چکی ہے۔ اور وہاں کے رہنے والوں کی نیم شبی کی دعائیں آسمان کی پہنائیوں میں اڑ رہی ہیں۔

ربوہ کی تعمیر کا کام ایک بہت بڑا کام تھا۔ جس کے لئے غیر معمولی محنت و کوشش درکار تھی۔ اور دراصل خدا تعالیٰ کے خاص فضل و رحم کے بغیر سرانجام نہیں پا سکتا تھا ہماری آنکھوں کے سامنے وہ نامساعد حالات و واقعات ہیں کہ جن کو حضرت مصلح موعود کے عزم نے مجبور کیا۔ آپ نے نومبر ۱۹۴۸ء کو ربوہ میں موجودہ دیہاتوں کی آمد دیکھا تھا۔

"ہم اس جنگل کو منگل بنانے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں۔"

چنانچہ آج ہمیں حضور کا یہ عزم حقیقت کے جامہ میں ملبوس ہو کر زندہ طور پر نظر آ رہا ہے

اور حقیقت یہ ہے کہ ربوہ کی ہر اینٹ زندہ خدا کا زندہ و تابندہ نشان ہے۔ اور جیتی جاگتی اسبات کی تصویر ہے کہ حضرت مصلح موعود ہی وہ اولوالعزم موعود ہیں۔ کہ جن کی وحی الٰہی میں خبر دی گئی تھی۔ چنانچہ اسی حقیقت کا اعتراف ہر صحیح الفطرت دل کرتا ہے کہ ربوہ کی تعمیر کا کام ایک معجزہ سے کم نہیں۔ چنانچہ روزنامہ سفینہ نے حکومت اور عوام کے لئے ربوہ کے قیام کو قابل تقلید عمل قرار دیا ہے۔ اور جماعت احمدیہ کی عملی قوت کا اعتراف کیا ہے وہ لکھتا ہے۔

"ربوہ عوام اور حکومت کے لئے ایک مثال ہے اور زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ لمبے چوڑے دعوے کرنے والے منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں اور عملی کام کرنے والے کوئی دعوے کئے بغیر بہت کچھ کر دکھاتے ہیں۔"

دراصل یہی وہ آواز ہے کہ جو ہر سعید فطرت دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہے۔ اور اسبات کی زندہ شہادت دیتی ہے۔ کہ حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ کا یہ عظیم الشان کارنامہ خدا تعالیٰ کی خاص تائید سے منصۂ شہود میں آیا ہے۔

لیکن ظاہر بین نظر ربوہ کی تعمیر کے صرف اسی پہلو کی طرف دیکھتی ہے۔ کہ ایک چھوٹی سی جماعت نے اس قدر مختصر عرصہ میں اتنا عظیم الشان شہر آباد کر لیا ہے اور وہ اس کی تعمیر کی اصل غرض کی طرف توجہ نہیں دیتی۔ درحقیقت اس شہر کی تعمیر کا پس منظر جماعت احمدیہ کے لئے ایک ایسے مرکز کا بنانا تھا۔ کہ جہاں پر ایک ایسی سوسائٹی تعمیر کی جائے۔ جو کہ حقیقی اسلام کی صحیح طور پر عکاس ہو۔ اور وہ دنیا کے کونوں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا کام سرانجام دے۔ اس عظیم الشان کام کی بنیادیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے رکھی گئی تھیں۔ اور ان بنیادوں پر ایک وسیع عمارت کی تعمیر خلافت ثانیہ کے عہد میں ہو رہی ہے۔ اس سلسلہ

میں حضور کا سفر یورپ ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور دنیا عنقریب اس عظیم الشان تعمیر کو بھی دیکھے گی جو کہ تمام دنیا کے قلوب پر تعمیر کیا جائے گا۔ اور یہی وہ حقیقی کام ہے کہ جس کے لئے ربوہ کو تعمیر کیا گیا ہے۔

خدام الاحمدیہ کے سالانہ انتخابات

جملہ مجالس ۳۰ ستمبر ۵۵ء تک اپنے انتخابات مکمل کر لیں

خدام الاحمدیہ کا سال یکم نومبر سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ قائدین و زعما کے انتخابات اس سے قبل مکمل ہو جائیں تا نئے عہدیدار یکم نومبر سے اپنے فرائض کو سنبھال سکیں۔

ہر مجلس میں ہر سال عہدیداران کا انتخاب ہونا ضروری ہے۔ کئی مجالس انتخاب نہیں کرتیں۔ یہ درست نہیں۔ انتخاب ضرور ہونا چاہیئے۔ اور مقامی امیر یا پریذیڈنٹ صاحب کی رائے کے ساتھ مرکز میں بغرض منظوری آنا چاہیئے۔

صرف قائد اور زعیم کا انتخاب ہوگا۔ بقیہ عہدیداران قائد یا زعیم خود نامزد کر کے مرکز سے منظوری لیں گے۔ جملہ مجالس کوشش کریں کہ یہ انتخابات ۳۰ ستمبر ۱۹۵۵ء تک مکمل ہو جائیں اور مرکز سے منظوری آ جائے۔

قواعد انتخاب عہدیداران

۸۸۔ کسی عہدیدار کے انتخاب کے وقت مندرجہ ذیل امور کو مدنظر رکھنا ضروری ہوگا کہ وہ:-

(ا) پنجوقتہ نماز با جماعت کا پابند ہو (ب) چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ ہو۔ (ج) بااستباز دیانت دار اور مجلس کے نظام کا پابند ہو۔

نوٹ:- ہم امید کرتے ہیں کہ قائد یا زعیم تہجد ادا کرنے کی کوشش کریں گے تا دوسروں کے لئے نمونہ ہوں۔

۸۹۔ مجلس کے عہدیدار کے لئے لازمی ہوگا کہ وہ داڑھی رکھے۔

۹۳۔ صدر مجلس کا انتخاب دو سال کے لئے ہوا کرے گا۔ اور نائب صدر صوبائی۔ قائد مقامی و زعمائے حلقہ کا ایک سال کے لئے۔

۹۵۔ کوئی خادم کسی عہدہ پر متواتر دو دفعہ سے زیادہ منتخب نہیں ہو سکے گا۔ سوائے اس کے کہ صدر مجلس کی صورت میں خلیفۂ وقت اور نائب صدر صوبائی۔ قائد اور زعیم کی صورت میں صدر مجلس کسی کو مستثنےٰ قرار دیں۔

۹۷۔ قائد کا انتخاب امیر پریذیڈنٹ یا ان کے کسی نمائندہ کی صدارت میں ہوگا۔ جس کی رپورٹ صدر اجلاس مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی معرفت صدر مجلس کو بھجوائیں گے۔

۹۸۔ یہ انتخاب بذریعہ ووٹ ہوگا اور علانیہ ہوگا (مثلاً ہاتھ کھڑا کر کے) کسی رکن کو یہ اجازت نہ ہوگی کہ وہ انتخابات میں اپنے لئے یا کسی غیر کے لئے اشارتاً یا صراحتاً پراپیگنڈا کرے۔

۹۹۔ پراپیگنڈا کرنے والا سخت سزا کا مستحق ہوگا۔

۱۰۰۔ ان انتخابات میں جانبدارانہ جذبہ سے کام لینا بہت معیوب اور قابل گرفت ہوگا۔

۱۰۱۔ مجلس مقامی کے عہدیداران کی فہرست صدر کے سامنے آئے گی۔ صدر ہر مقام کے عہدیداران کا انتخاب رد کر سکتا ہے۔

۱۰۲۔ زعیم کا انتخاب قائد مقامی یا ان کے نمائندے کی صدارت میں ہوگا۔ جس کی اطلاع صدر مجلس کی خدمت میں بغرض منظوری کی جائے گی۔

۱۰۳۔ رد شدہ امیدواران دوبارہ اس سال کے لئے منتخب نہیں ہو سکیں گے۔

لجنہ اماء اللہ نیروبی (مشرقی افریقہ) کی قرارداد تعزیت

لجنہ اماء اللہ نیروبی (مشرقی افریقہ) کو محترمہ حضرت اماں جی صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خبر سن کر بہت صدمہ ہوا۔ اور وہ آپ کی بلندی درجات کے لئے دعا کرتی ہیں۔ اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی۔ افسوس کہ یہ قیمتی وجود آہستہ آہستہ ہم سے علیحدہ ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نیک نمونہ کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناصرہ بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ نیروبی (مشرقی افریقہ)

درخواست دعا:- میری بچی کافی عرصہ سے بعارضہ بخار و اسہال بہت سخت بیمار ہے اور نہایت ہی کمزور ہو گئی ہے۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ اس کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعا فرما کر ممنون فرمائیں۔ خاکسار محمد شریف کاتب ریڈر الفضل ربوہ

جامعہ نصرت فار ومن ربوہ میں داخلہ

جامعہ نصرت ربوہ میں تھرڈ ایئر کا داخلہ شروع ہے جو ۲۶ ستمبر ۵۵ء تک جاری رہے گا۔ داخلہ کے فارم معہ پروویژنل اور کیریکٹر سرٹیفکیٹ کے ۲۶ ستمبر تک دفتر میں پہنچ جانے چاہئیں۔ انٹرویو ۲۸ اور ۲۹ ستمبر کو صبح ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک ہوگا۔

جامعہ نصرت میں مستحق طالبات کو وظائف اور فیس کی معافیاں دی جاتی ہیں اور پنجاب کے تمام گورنمنٹ کالجوں کی نسبت یہاں کی فیس بہت کم ہے۔ جامعہ نصرت ہوسٹل کی بلڈنگ کالج کے کمپاؤنڈ میں واقع ہے۔ ہوسٹل اور کالج میں پردے کا نہایت اعلےٰ انتظام ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم جولائی کو ہیمبرگ میں جامعہ نصرت کے متعلق فرمایا ہے :-

"ابھی مجھے ربوہ سے اطلاع ملی ہے کہ امسال یونیورسٹی کے امتحانات کے نتائج صرف ۲۲ فیصدی نکلے۔ لیکن ہمارے ربوہ کی لڑکیوں کے کالج (جامعہ نصرت) کا نتیجہ ۶۳ فیصدی رہا۔ اور ان پاس ہونے والی طالبات میں سے اکثر وہ ہیں جن کی فیس ہم ہر ماہ خود ادا کرتا تھا۔ وہ کالج کی فیس مہیا نہیں کر سکتی تھیں۔ لیکن ہم نے ان کے اخراجات کو برداشت کیا۔ اور اس طرح عورتوں کی تعلیم کو ترقی دی۔ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی قوم پردہ میں ترقی نہیں کر سکتی۔ لیکن ہماری طرف دیکھو کہ ہماری بچیوں کو جو عورتیں پڑھاتی ہیں وہ بھی پردہ کی پابند ہیں۔ اور لڑکیاں بھی پردہ میں رہتی ہیں۔ اگر ضرورت کے موقع پر کالج میں بعض مرد تعلیم پر لگائے جاتے ہیں تو وہ بھی پردہ کے پیچھے بیٹھ کر پڑھاتے ہیں اور لڑکیاں بھی پردے میں ہوتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یونیورسٹی کے ۲۲ فیصدی نتائج کے مقابل میں ان کا نتیجہ ترسٹھ فیصدی ہے"

جامعہ نصرت کے نتائج مشکلات کے باوجود خداوند تعالیٰ کے فضل سے ہر سال یونیورسٹی کی اوسط سے کہیں بڑھ کر رہتے ہیں۔ اس سال دو مزید لیڈی لیکچررز کا بھی اضافہ ہوا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی بچیوں کو جامعہ نصرت میں داخل کروائیں۔

پرنسپل جامعہ نصرت فار ومن ربوہ

مکرم میاں محمد احسن صاحب مرحوم

میرے والد محترم میاں محمد احسن صاحب ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد بتاریخ ۲۷ اگست ۵۵ء بروز ہفتہ بوقت ۱۱ بجے بعمر ۷۵ سال بقضاء الٰہی وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

والد صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ نے بیعت ۱۹۰۱ء میں کی تھی۔ نہایت متقی، مخلص اور حلیم الطبع اور سادہ زندگی بسر کرنے والے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ محبت رکھتے تھے اور سلسلہ کی طرف سے ہر تحریک میں اپنی استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیتے تھے اور اپنے چندوں کی ادائیگی باقاعدگی سے کرتے تھے مسجد میں ذکر الٰہی اور مسجد کی صفائی آپ کا محبوب ترین شغل تھا۔ عرصہ تک جماعت احمدیہ مردان کی لائبریری کے لائبریرین بھی رہے۔ آپ کا اصل وطن موضع گدھر تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر تھا۔ گدھر کا مشہور مباحثہ جو حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب رضی اللہ عنہ اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے درمیان ہوا تھا۔ (جس کا مفصل ذکر حضور نے اپنی کتاب اعجاز احمدی میں فرمایا ہے) وہ آپ کے خاندان کے بعض افراد کے احمدی ہونے کی وجہ سے ہوا تھا جن میں ایک آپ بھی تھے۔ آپ کے بھائی میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس جو جماعت احمدیہ مردان کے بانی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابہ میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ :-

۱۸۹۷ء میں مرحوم بھائی بیمار ہو کر بغرض علاج قادیان حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ احمدیت اسی وقت سے ان کے دل میں گھر کر گئی تھی۔ لیکن بیعت کا شرف ۱۹۰۱ء میں حاصل ہوا۔ آپ موصی تھے اور آمد و جائداد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔ فی الحال ان کو مردان میں ہی امانتاً دفن کیا گیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت والد صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اور ہم سب بھائی بہنوں اور دیگر متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور خود حافظ و ناصر ہو۔ مرحوم نے اپنی یادگار تین لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ مولا کریم ہمیں (۴)

(۴) حضرت والد صاحب مرحوم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

غمزدہ خاکسار محمد حسین ہیڈ ڈرافٹسمین P.W.D مردان ڈویژن صوبہ سرحد

اصلاحِ اخلاق (بقیہ صٓ)

یا کسی انسان پر ایک خاص قسم کا لیبل لگا دیا اور اس لیبل سے مطابق اس کی اصلاح نہ کی دوسرے لفظوں میں تبلیغ کے ذریعہ سے لوگوں کو جماعت کے اندر داخل کر دیا۔ اور اس کے بعد ان کی تربیت کا کام چھوڑ دیا۔ اس کا نتیجہ جو ہو سکتا ہے۔ اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہماری جماعت کی تبلیغ میں بعض وجوہ کی بناء پر رکاوٹیں ہیں۔ اس سے ایک فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور وہ یہ کہ ہم اپنا بیشتر حصہ توجہ کا اپنی تربیت اور اصلاح کے لئے صرف کر دیں۔

پھر یہ بھی دیکھنے والی بات ہے۔ جب ہر فردِ جماعت واضح طور اپنے سامنے لا سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کا حقیقی فرد تو وہی ہے۔ جس کی صحیح طور پر اصلاح ہو۔ اگر ہم نام کے احمدی کہلائیں۔ اور ہمارا تزکیہ نفس نہ ہو۔ یعنی اعمال میں ہم میں اور ان لوگوں میں جن سے نکل کر ہم آئے ہیں۔ کوئی امتیاز نہ ہو۔ تو ہمیں نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہم اپنے خدا تعالےٰ کو پا سکتے ہیں۔ اس لئے ہم میں سے ہر ایک کو خود سوچنا چاہیئے۔ کہ بجائے اس کے کہ ہمیں کوئی دوسرا متوجہ کرے۔ ہم خود اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ ان حالات میں جو تحریک میاں عبدالحق صاحب رامہ کی طرف سے کی گئی ہے۔ اس پر جماعتیں لبیک کہیں۔ اور مستقل طور پر اسے اپنے تعامل میں لے آئیں۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت کی تنظیم ہر جگہ قائم ہے۔ اور جماعت کے عہدہ دار اس کام کو کرنے والے ہیں۔ اور میرے خیال میں جماعت کے سیکرٹری تعلیم و تربیت کو جس قدر تعاون جماعت کے افراد میں مل سکتا ہے۔ اور کسی دوسرے کو نہیں مل سکتا۔ کیونکہ کون باپ ہے۔ جو نہیں چاہتا۔ کہ اس کے بچوں کی اصلاح ہو۔ یا کون بھائی ہے۔ جو اپنے بھائی کو نیک دیکھنا نہیں چاہتا۔ اگر جماعت کے سیکرٹریانِ تربیت اس طرف توجہ کریں۔ تو جماعت کا ہر فرد ان کا مؤید ہوگا۔ اور ان کو دوسرے تمام سیکرٹریوں سے بہت زیادہ کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو۔ ہم سب کو اپنی اصلاح کرنے کی توفیق دے۔ اور ہمیں اس مقام تک پہنچائے جو ہمارے لئے[۴] ...

مسٹر محمد علی کا عزم نیویارک

لندن ۱۹ ستمبر۔ امریکہ کے نئے پاکستانی سفیر مسٹر محمد علی لندن سے نیویارک روانہ ہو گئے ہیں۔ معلوم ہوا ہے کہ جنرل اسمبلی کا نیویارک میں جو اجلاس عنقریب ہونے والا ہے۔ اس میں جناب محمد علی پاکستانی وفد کی رہنمائی کریں گے۔

سوئی گیس کو ملتان تک لانے کا منصوبہ

بہت جلد کام شروع ہو جائیگا

کراچی ۱۹ ستمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سوئی گیس کمپنی گیس کو جلد از جلد ملتان پہنچانے کے منصوبہ پر غور کر رہی ہے۔ ابتدائی انتظامات مکمل ہو جانے کے بعد سوئی گیس کی پائپ لائن ملتان تک لے جائی جائیگی۔ چند روز تک کراچی سے ملتان تک فضائی جائزہ لیا جائے گا۔ اور اس کے بعد زمین کا سروے شروع ہوگا۔

یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ کراچی کے کارخانوں کو آئندہ ماہ سے گیس ملنا شروع ہو جائیگی۔ کارخانوں میں بوائیلر درست کئے جا رہے ہیں تاکہ وہ گیس استعمال کرنے کے قابل ہو سکیں۔ اس وقت ان بوائیلروں میں کوئلہ استعمال کیا جاتا ہے۔

پاکستانی پٹ سن کی خریداری

ڈنڈی ۱۹ ستمبر۔ پٹ سن آئندہ نرخوں کی بے یقینی کے باعث پٹ سن کی تجارت کے تمام شعبے اپنی انتہائی ضرورت کے مطابق محدود مقداروں میں خریداری کر رہے ہیں۔ اگرچہ گذشتہ مئی کے بعد پاکستانی پٹ سن کی کم از کم قیمتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ برطانی کارخانہ دار خریداری کی جانب متوجہ نہیں ہو رہے۔ کیونکہ ان کے پاس سارے سال کے لئے دکانی ذخیرہ موجود ہے۔ اور پٹ سن کا بہت کم دھاگہ فروخت ہو سکا ہے۔

آغا خاں ہالینڈ نہیں جائیں گے

ہیگ ۱۹ ستمبر۔ سر آغا خاں نے پاکستان کی سفیر بیگم لیاقت علی خاں کے مہمان کی حیثیت سے ہالینڈ جانے کا پروگرام منسوخ کر دیا ہے۔ ایک اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ یہ تنسیخ طبی مشورے کی بناء پر کی گئی ہے۔ کیونکہ آغا خاں زیادہ تر علیل رہتے ہیں۔ جس کے باعث سفر کرنا یا اجلاسوں وغیرہ میں شرکت کرنا بہت زیادہ تھکا دینے کا موجب ہوتا ہے۔

---

۴ اللہ تعالےٰ نے اسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ سے مقرر کیا۔ آمین ثم آمین۔

آسٹریلیا میں روسی سفارت خانہ جاسوسی کا اڈہ تھا

حکومت آسٹریلیا نے روسی جاسوسوں کی سرگرمیوں کے بارے میں رپورٹ شائع کر دی

کنبرا ۱۸ ستمبر۔ حکومت آسٹریلیا نے آج ایک طویل دستاویز شائع کی ہے جس میں کہا گیا ہے۔ کہ سوویٹ یونین کئی سال تک یہاں اپنے سفارت خانے کو آسٹریلیا میں جاسوسی کے ایک وسیع اڈہ کے طور پر استعمال کرتی رہی ہے ——— یہ رپورٹ جو جاسوسی سے متعلق کمیشن نے مرتب کی ہے آسٹریلیا کے وزیر اعظم رابرٹ سی مینزیز نے ایوان نمائندگان میں پیش کی تھی۔ جاسوسی کمیشن روسی سفارتخانے کے ایک افسر لاڈیمیر پیٹروف اور اس کی بیوی کے روسی سفارتخانے سے فرار ہونے کے بعد قائم کیا گیا تھا۔ حکومت آسٹریلیا نے اپریل ۱۹۵۴ء میں اس جوڑے کو پناہ دی تھی۔ پیٹروف نے جو بظاہر ایک ڈپلومیٹ تھا۔ یہ انکشاف کیا کہ درا صل وہ آسٹریلیا میں روس کی خفیہ پولیس کا افسر اعلےٰ تھا۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ آسٹریلیا میں روسیوں کی دو خفیہ تنظیمیں تھیں۔ جو ماسکو سے ہدایات حاصل کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک تنظیم فوجی جاسوسی میں مصروف تھی اور دوسری خفیہ پولیس غیر فوجی نوعیت کی معلومات جمع کرتی تھی۔ رپورٹ کے مطابق اس کے علاوہ روسی اشتراکی ایک ایسی تنظیم قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جو سفارت خانے سے آزاد ہو اور جو جنگ اور سفارتخانہ بند ہو جانے کی صورت میں آسٹریلیا میں جاسوسی اور پانچویں کالم کی سرگرمیاں جاری رکھ سکے۔

رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ یہ فرض نہیں کیا جا سکتا کہ ۱۹۵۴ء میں روسی سفارتخانہ بند ہو جانے کے بعد آسٹریلیا میں روس کی فوجی جاسوسوں کی سرگرمیاں ختم ہو گئی ہیں۔ بلکہ پیٹروف نے روس کے جاسوسی کے نظام کے بارے میں اپنی ذاتی معلومات کی بناء پر ہم پر یہ انکشاف کیا ہے کہ آسٹریلیا میں روس کا فوجی جاسوسی کا نظام اب بھی برقرار ہے۔

---

۴ سو فیصدی خدا کی مخالفت اور اسلام کی مخالفت ہے روس اور چین کے کروڑوں خدا پرست انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا جا چکا ہے بے شمار مساجد و کلیسا پیوند زمین کر دیئے گئے ہیں۔ اور بے شمار انسانوں کو سائبیریا میں جلاوطن کر دیا گیا۔ جہاں ان سے غلام مزدوروں کی طرح کام لیا جاتا ہے۔ روس میں انہوں نے مسجدوں اور کلیساؤں کو رقص گاہوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ اشتراکی ملکوں میں مذہبی رسوم اور جمہوریت کو کچلا جا رہا ہے۔ لوگوں کو اپنی رائے ظاہر کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ اور انکو اشتراکی حکومت کے خلاف باتیں کرنے پر موت کی سزا دی جاتی ہے۔

کمیونسٹ پارٹی جھوٹ فریب اور کھوکھلے وعدوں پر زندہ رہتی ہے

انڈونیشیا کے مسجومی پارٹی کے رہنما کا اعلان

جاکرتہ ۱۸ ستمبر۔ انڈونیشیا کی "مسجومی پارٹی" کے ایک ممتاز رہنما مسٹر عیسیٰ انصاری نے انڈونیشی عوام سے پُر زور درخواست کی ہے کہ وہ عام انتخابات میں کمیونسٹوں کو ووٹ نہ دیں۔ خواہ وہ کتنے ہی سبز باغ کیوں نہ دکھائیں۔ آپ نے کہا کہ کمیونسٹ کاشتکاروں کو زمین دینے کا جو وعدہ کرتے ہیں۔ اس میں برسر اقتدار آکر وہ کاشتکاروں کو ہی دفن کرتے ہیں۔

یہاں کے کثیر الاشاعت اخبار "عبادی" میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں مسٹر انصاری نے اشتراکیوں کے ان مظالم کا ذکر کیا ہے۔ جو انہوں نے ۱۸ ستمبر ۱۹۴۸ء کو اس وقت ڈھائے تھے۔ جب کہ ماسکو میں تربیت یافتہ انڈونیشی کمیونسٹ مسو نے حکومت کے خلاف بغاوت کی رہنمائی کی تھی۔ اور اس طرح ولندیزیوں سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کو مشکل بنا دیا تھا۔ آپ نے لکھا ہے۔ کہ جب ہم ولندیزی استعمار کے خلاف جدوجہد کر رہے تھے، تو کمیونسٹوں نے ہماری پیٹھ میں چھرا گھونپ دیا۔ انہوں نے انڈونیشی عوام سے درخواست کی کہ ان سب باتوں کو یاد رکھیں اور کمیونسٹوں کو ووٹ نہ دیں ہتھوڑے اور درانتی والے ٹکٹ کی حمایت نہ کریں۔ خواہ وہ کتنے ہی سبز باغ کیوں نہ دکھائیں۔

انہوں نے دریافت کیا کہ کمیونسٹوں نے کہا ہے کہ وہ مزدوروں کے لئے اچھی زندگی کی ضمانت دیں گے۔ لیکن کمیونسٹوں نے علی شاستر و میجو کی حکومت میں، جس میں اشتراکی بھی شامل تھے۔ مزدوروں کی قابل رحم حالت کو بہتر بنانے کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ آخر کیوں؟ انصاری نے کہا کہ ان کی سب باتیں عیارانہ ہیں کمیونسٹ پارٹی جھوٹ فریب اور کھوکھلے وعدوں پر زندہ رہتی ہے۔

انہوں نے اعلان کیا کہ انڈونیشی کمیونسٹ پارٹی

اعمالِ صالحہ

(از مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج)

اسلام کی بعثت کی غرض انسان کے دل پر الٰہی بادشاہت کا قیام ہے۔ مگر دنیا اسلام کی اس بنیادی تعلیم کو بھول چکی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیا کو پھر سے اس زریں اصول کی طرف توجہ دلائی۔ اور بڑے زور سے ہمیں یہ سبق دیا۔ کہ ہم خدا کی راہ میں اپنے نفسوں کو مٹا کر اپنے وجود سے جدا ہو کے اس کے لئے اپنی زندگیاں گذاریں۔ دنیا کے اموال اور دنیا کی بادشاہتیں دنیا والوں کو مبارک ہوں۔ ہمارا ملک ان سے جدا ہے۔ اور اس واحد و یگانہ "تاجدار" کی غلامی ہمارا تاج ہے۔ اس کی رضا ہی ہماری بادشاہت ہے۔ اس کی پیار کی ایک نگاہ پر دنیا کی ہزار بادشاہتیں قربان کی جا سکتی ہیں۔ اسلام کا یہ سبق ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سکھایا ہے۔ یہی وہ عہد ہے۔ جو احمدیت قبول کرتے ہوئے اپنے مولا سے ہم نے باندھا ہے۔ اور اس عہد کو دہراتے رہنا اس عہد پر قائم رہنے کے لئے ضروری ہے۔ اب جب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز شفایابی کے بعد یورپ سے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ ہمیں پھر اپنے عہد کو دہرانے کا ایک موقعہ مل رہا ہے۔ پس آؤ کہ ہم اپنے اس عہد کو عزم صمیم کے ساتھ دہرائیں۔ اور اسے بطور تحفہ حضور کی خدمت میں پیش کریں۔ خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر اس عہد سے عہدہ برآ ہونا ممکن نہیں۔ اور اسی کے سامنے ہم اس دعا کے ساتھ جھکتے ہیں۔ کہ اے ہمارے خدا ہم بے شک کمزور ہیں۔ مگر تو تو سب طاقتوں والا ہے۔ ہماری کمزوریوں کو اپنی مغفرت کی چادر کے نیچے ڈھانپ اور اپنی طاقتوں کو ہم میں جلوہ کناں کر کہ ہم اپنے اس عہد کو نبھاتے ہوئے تیرے روبرو سرخرو ہو سکیں۔

تعلیم الاسلام کالج ربوہ

فرسٹ ایئر اور تھرڈ ایئر کا نیا داخلہ آرٹس میڈیکل اور نان میڈیکل یکم اکتوبر ۱۹۵۵ء بروز ہفتہ سے شروع کیا جاوے گا۔

غریب مستحق اور اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والے طلبہ کو فیس کی مراعات اور دیگر وظائف دیئے جاتے ہیں کالج میں بہترین تعلیمی ماحول ہے۔ اور تربیت کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے۔

فیل شدہ طلبہ کو کوئی رعایت نہیں دی جاتی اور محدود تعداد میں داخل کیا جائیگا۔ داخلہ کے لئے مصدقہ پرویژنل اور کیریکٹر سرٹیفکیٹ مجوزہ داخلہ فارم کے ساتھ پیش کریں پراسپکٹس دفتر کالج سے مفت طلب فرما دیں۔ (پرنسپل مرزا ناصر احمد ایم اے (آکسن))

امجد علی لندن روانہ ہو گئے

نیویارک ۱۹ر ستمبر۔ پاکستان کے سفیر مقیم امریکہ سید امجد علی اپنے عہدے سے فارغ ہو کر یہاں سے لندن روانہ ہو گئے۔ ہوائی اڈہ پر آپ نے اخبار نویسوں کو بتایا۔ کہ امریکہ میں ان کا دو سالہ قیام بہت اچھا رہا۔ اس دوران میں پاکستان اور امریکہ کے تعلقات مستحکم ہوئے۔ آپ نے اس توقع کا اظہار کیا۔ کہ ان تعلقات میں اور ترقی ہوتی رہے گی۔

موسمی تعطیلات کے بعد جامعۃ المبشرین میں پڑھائی کا آغاز

ربوہ ۱۹ر ستمبر۔ موسم گرما کی تعطیلات کے بعد ۱۷ر ستمبر بروز ہفتہ جامعۃ المبشرین میں پڑھائی کا نیا دور شروع ہوا۔ آغاز کار تلاوت قرآن پاک کے بعد مکرم محترم مولانا ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعۃ المبشرین نے فرمایا۔ کہ جس طرح رات اور دن کی تبدیلی میں اہل فکر کے لئے ایک نشان ہے ایسے ہی تعطیلات اور پڑھائی کے دن۔ اساتذہ اور طلباء کے تجارب میں اضافہ کا موجب ہو جاتے ہیں۔ محترم پرنسپل صاحب نے فرمایا۔ میں نے ان تعطیلات میں مختلف مقامات کا دورہ کر کے محسوس کیا ہے۔ کہ ہمارے لئے ابھی کام کے بہت سے میدان خالی ہیں۔ اور ہمارے طلباء کے لئے کام کی نوعیت کے اعتبار سے محدود

بقیہ لیڈر (صفحہ ۲ سے آگے)

ہم یہ کہنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ مودودی صاحب نے ایسے موقعہ پر اہل علم حضرات سے غداری کی تھی۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ جیسا کہ مودودی صاحب نے خود تسلیم فرمایا ہے۔ وہ اس تحریک کو پوری طرح غلط جانتے ہوئے آخر تک اس کے ساتھ چمٹے رہے۔ ایک بااصول عالم دین کا یہ کردار ہرگز نہیں ہوتا۔ اس لئے جس چیز سے شاید مکتوب نگار متاثر معلوم ہوتے ہیں وہ مودودی صاحب کی اصول پرستی نہیں بلکہ ان کی ضدی ذہنیت پر دلالت کرتی ہے۔ اصول پرستی اور مستقل مزاجی کو اس کے ساتھ خلط ملط نہیں کرنا چاہیئے

نہری اراضی برائے ٹھیکہ

نصرت آباد کا ایک حصہ جو کہ دو ہزار ایکڑ پر مشتمل ہے ٹھیکہ پر دیا جا رہا ہے۔ رقبہ ٹکڑوں کی صورت میں بھی دیا جا سکتا ہے۔ ٹھیکہ پانچ سال کیلئے ہوگا۔ ایک سال کا ٹھیکہ پیشگی لیا جائے گا۔

المشتہر
سید محسن شاہ فضل بھمبرو
ضلع تھرپارکر۔ سندھ

نیلے، سرخ اور سبز نوٹ

سرکاری اعلان

کراچی ۱۹ر ستمبر ایک سرکاری اعلان میں کہا گیا ہے کہ عوام میں۔ نیلے۔ سرخ اور سبز رنگ کے پانچ دس اور سو روپے والے کرنسی نوٹوں کے بارے میں کچھ شبہات پائے جاتے ہیں۔ صحیح پوزیشن یہ ہے کہ صرف پانچ روپے والے نیلے نوٹ جن پر مسٹر غلام محمد کے وزیر خزانہ کی حیثیت سے دستخط ہیں یکم ستمبر سے قانونی سکہ نہیں رہیں گے۔ البتہ یہ نوٹ سٹیٹ بنک آف پاکستان کی شاخوں اور خزانوں سے تبدیل کئے جا سکیں گے۔ حکومت پاکستان کے دس اور سو روپے والے سرخ و سبز نوٹ بدستور جاری رہیں گے۔

تونس میں نئی حکومت کا قیام

تونس ۱۹ ستمبر۔ تونس کے نامزد وزیر اعظم مسٹر طاہر بن امر نے نئی حکومت کی تشکیل کا کام مکمل کر لیا ہے۔ آج آپ نئی کابینہ کے نام بے کو پیش کرنے والے تھے۔ تونس کے بے نے گذشتہ بدھ کو طاہر بن امر کو نئی وزارت بنانے کی دعوت دی تھی۔ تونس کی داخلی خود مختاری کے سمجھوتہ میں طاہر بن امر نے نہایت اہم حصہ لیا ہے۔

یونین جیک کی دھجیاں اڑا دیں

نکوسیا۔ ۱۹ر ستمبر۔ آج یہاں پھر فسادات شروع ہو گئے۔ یونانی مظاہرین نے ایک برطانوی ادارے کو آگ لگا دی اور فرنیچر اور دوسرا سامان تباہ کر دیا۔ مظاہرین قبرص کو یونان کے ساتھ ملانے کے حق میں نعرے لگا رہے تھے۔ اور انہوں نے برطانوی پرچم کی دھجیاں اڑا دیں۔

باغیوں نے پانچ صوبوں پر قبضہ کر لیا

بیونس آئرز۔ ۱۹ ستمبر۔ حکومت ارجنٹائن نے غیر ملکی اخباری نمائندوں کی خبر پر سنسر لگا دیا ہے۔ ان پر الزام لگایا ہے کہ وہ بغاوت کی خبروں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ اور یہ کہ اس بغاوت میں غیر ملکی طاقت کا ہاتھ ہے۔ دریں اثنا باغی دستوں نے پانچ صوبوں اور بیونس آئرز کے جنوب میں بحری اڈوں پر قبضہ کر لیا ہے

ربوہ کی نئی بستی
بقیہ صفحہ ۱

چنانچہ اس اجلاس میں حضرت مسیح موعود کے خلیفہ اپنا سالانہ خطبہ دیتے ہیں جس میں ایک لائحہ عمل تیار کیا جاتا ہے اور اس پر تمام احمدی حضرات کو کاربند ہونے کے لئے کہا جاتا ہے قصبہ میں کوئی خاص کاروبار نہیں ہے اور نہ ہی کوئی صنعتی اور زرعی ادارہ ہے۔ البتہ چھوٹا سا بازار ہے۔ جہاں پر ضرورت کی ہر چیز میسر آ جاتی ہے۔ ریلوے سٹیشن کے علاوہ ڈاک اور تار گھر بھی موجود ہے۔ احمدی فرقہ کے تمام صدر دفاتر موجود ہونے کی وجہ سے یہاں خوب چہل پہل رہتی ہے۔ لاہور سے سرگودہا جانے والی پختہ سڑک اس قصبہ کے قریب ہی سے گذرتی ہے۔ جس کے باعث یہاں کے باشندوں کو آمد و رفت میں بہت سی آسانیاں میسر ہیں۔